بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب الوعظ والتذكير

سلسلہ اِشاعت: (۴۹)

ذکر وشکر اور حسنِ عبادت

خطاب:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ فقہ وحدیث دارالعلوم دیوبند

جمع وضبط:

(مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

مدرسہ دارالتوحید بنگلور

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]

(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہئے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلہ اِشاعت: (۴۹)

- موضوعِ خطاب : ذکر وشکر اور حسنِ عبادت
- خطاب : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- مقام : مسجد حظیرہ سورت راندیر، گجرات
- تاریخ : ۴؍شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۸؍ مارچ ۲۰۲۲ء بروز منگل
- دورانیہ : ۲۹؍منٹ
- جمع وضبط : (مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں:

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

(مولوی محمد جنید پٹیل، جامعہ حقانیہ کٹھور، گجرات)

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّل علیہ، ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ، ومن یضلل فلا ھادي لہٗ، ونشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہٗ، ونشھد أن سیدنا وحبیبنا وسندنا وشفیعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ، صلی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وذریاتہٖ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا، أما بعد.

فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ دُعَائِہٖ: ’’اَللّٰھُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ‘‘.

محترم بھائیو اور بزرگو! یہ مسجد اور یہ مقام اِس اعتبار سے بہت بابرکت ہے کہ یہاں حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری نور اللہ مرقدہٗ نے تشریف فرما رہ کر ایک طویل عرصے تک اُمت کی اصلاح ودعوت اور دینی وفقہی رہنمائی کی خدمات اَنجام دیں، جنھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت کی زیارت اور ملاقات کی غرض سے ۱۹۹۲ء میں پہلی مرتبہ ہماری یہاں حاضری ہوئی تھی، اُس وقت حضرت مفتی صاحبؒ صاحب فراش تھے، بہت ضعف تھا، مسجد آنا دشوار تھا، اِس لئے قیام گاہ ہی پر ملاقات ہوئی تھی، حضرت نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا، اور استحقاق سے زیادہ اکرام ومحبت سے نوازا۔

اُس وقت ہم نے ''شمائل رسول'' کے عنوان سے ۴۰؍حدیثیں اُردو ترجمہ کے ساتھ ایک چھوٹے سے رسالے میں شائع کی تھیں۔ وہ رسالہ حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت والاؒ نے اُسے بڑی قدر کے ساتھ قبول فرمایا، اور مزید احسان یہ فرمایا کہ کچھ دنوں کے بعد اُس کا گجراتی زبان میں ترجمہ کرا کر عام اشاعت فرمائی۔

تو یہ حضرت مفتی صاحبؒ کی نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اور تعلق کی دلیل تو تھی ہی، ساتھ میں ذرہ نوازی اور خورد نوازی بھی تھی کہ آپ نے ایک بہت ہی چھوٹے آدمی کی حقیر سی طالب علمانہ خدمت کو بھی نہایت قدر کی نظر سے دیکھا۔ دراصل یہی بڑوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں، جو چھوٹوں کو آگے بڑھنے کا حوصلہ عطا کرتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرتؒ کی قبر کو نور سے منور فرمائیں اور اِصلاح ودعوت اور علمی خدمات کا جو سلسلہ آپ کی نسل میں جاری ہے، اُس کو تا قیامت جاری رکھیں، آمین۔

ایک جامع دعا اور اُس کا پس منظر

اِس وقت آپ کے سامنے حدیث کی ایک مختصر دعا پڑھی گئی ہے، جس کا پسِ منظر یہ ہے کہ سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ؛ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں ایک نو عمر انصاری صحابی ہیں، جو صرف ۱۸؍سال کی عمر میں ہجرت سے قبل اسلام لائے، اور کل ۳۶؍سال کی عمر میں امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

لیکن اِس مختصر سی عمر میں اُن کا مقام ومرتبہ یہ رہا کہ پیغمبر علیہ السلام نے اُن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ: ''**أَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ**''. (سنن الترمذي، أبواب المناقب / باب

مناقب معاذ بن جبل رقم: ۳۷۹۰) (یعنی میرے صحابہؓ میں حلال وحرام کا علم رکھنے والوں میں نمبرایک درجے کے جولوگ ہیں اُن میں حضرتِ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ ہیں)

اُن کے تبحر علمی اور فہم وفراست کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے کا اِرادہ فرمایا، تو معلوم کیا کہ تم وہاں جا کر کیسے کام کروگے؟ یعنی جو مسائل پیش آئیں گے، تو تم کس طرح فیصلہ کروگے؟

تو عرض کیا کہ ’’اولاً کتاب اللہ یعنی قرآنِ کریم سے حکم تلاش کروں گا‘‘۔

تو آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ ’’اگر قرآن میں حکم نہ ملے تو کیا کروگے؟‘‘

تو عرض کیا کہ ’’پھر سنتِ رسول اللہ دیکھوں گا‘‘۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات وہدایات کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔

پھر سوال ہوا کہ ’’اگر اُس میں بھی واضح حکم نہ ملے تو کیا کروگے؟‘‘

تو حضرتِ معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ’’پھر تو میں کوئی پروا کئے بغیر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا‘‘۔

یہ جواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ: ’’اللہ کا شکر ہے اُس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو ایسی بات کی فہم عطا فرمائی، جس پر خود اللہ کا رسول راضی ہے‘‘۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۰۵)

قیاس واجتہاد

واضح ہو کہ اُصولِ فقہ کی کتابوں میں جہاں مصادرِ شریعت کا ذکر آتا ہے، تو لکھتے ہیں کہ پہلی اصل ’’کتاب اللہ‘‘ ہے، دوسری ’’سنتِ رسول اللہ‘‘ ہے، اور تیسری ’’اِجماعِ اُمت‘‘ ہے۔

اِن تینوں کو ایک ساتھ ذکر کرنے کے بعد پھر آگے فرماتے ہیں: ’’وَالْأَصْلُ الرَّابِعُ الْقِيَاسُ‘‘ (یعنی چوتھی اصل قیاس ہے) تو اِس تعبیر سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ’’قیاس‘‘ شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے؛ بلکہ قرآن وسنت سے حکم کے استنباط ہی کا نام ’’قیاس‘‘ ہے۔

حضرات مجتہدین اپنے گہرے علم کی روشنی میں نصوصِ شرعیہ سے مستفاد علت کو عام کرکے اُس کے تحت آنے والے مسائل پر حکم جاری کرتے ہیں، اِسی عمل کا نام ”اجتہاد اور قیاس“ ہے۔ اِس کو آپ ایک مثال سے سمجھیں۔ مثلاً:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ”مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الإِنْسُ“. (صحيح مسلم، كتاب مواقيت الصلاة / باب ذكر العشاء والعتمة حديث: ٥٦٤) (جو شخص یہ بدبودار چیزیں کھائے، وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے؛ کیوں کہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے، اُن سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں) اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ ممانعت کی وجہ اَذیت ہے؛ لہٰذا جہاں بھی یہ علت (یعنی موجب اَذیت ہونا) پائی جائے گی، وہاں تک ممانعت کا حکم عام ہوگا۔

پس اِسی حدیث کی روشنی میں سگریٹ بیڑی یا کوئی بھی بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں آنا منع ہوگا۔

تو اگرچہ بیڑی وغیرہ کا تذکرہ حدیث میں نہیں ہے؛ مگر علت ممانعت اُس پر منطبق ہورہی ہے۔ اِسی طرح اگر خدانخواستہ کسی کو ایسی بیماری ہوگئی کہ بدن سے بُو اُٹھتی ہے، یا منہ یا بغل سے بدبُو آتی ہے، تو اُسے بھی مسجد میں آنے سے منع کیا جائے گا؛ حالاں کہ حدیث میں اِس کی صراحت نہیں ہے؛ مگر یہ حکم حدیث ہی سے مستفاد ہے۔ اِسی طرح اور بھی بہت سے مسائل ہیں، جن میں مجتہدین فقہاء کرام نے علتیں نکال کر احکام کو متعین فرمایا ہے، تو اِس اعتبار سے قیاس واجتہاد کا سلسلہ اُمت کے لئے بڑی رحمت ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کتنے ہی مسائل تشنہ رہ جاتے؛ کیوں کہ قیامت تک ساری پیش آمدہ باتیں تو قرآن وحدیث میں لکھی نہیں جاسکتی تھیں۔

پھر یہ کہ حالات ومعاملات اور ضرورتیں بدلتی رہتی ہیں، تو اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھا گیا؛

تا کہ بوقتِ ضرورت دینی رہنمائی کا کام انجام دیا جاتا رہے؛ لیکن ظاہر ہے کہ ہر شخص کو اجتہاد کی اِجازت نہیں دی جاسکتی، اُس کے لئے بلاشبہ گہرے اور جامع علم کی ضرورت ہوتی ہے۔

بہر حال مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ علم کے شوقین، سلامت روی اور اِصابت رائے کی نعمتوں سے متصف تھے۔ اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جو طالب علم محنتی اور ذہین ہوتا ہے، تو وہ قدرتی طور پر اُستاذ کا منظورِ نظر بن جاتا ہے۔

نبی اکرم علیہ السلام کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار

اِسی بنا پر سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاص توجہ سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مبذول تھی، جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے۔

چناں چہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا، اور پھر دو مرتبہ قسم کھا کر فرمایا: "يَا مُعَاذُ! وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ" (میاں معاذ! اللہ کی قسم مجھے تم سے محبت ہے، اللہ کی قسم مجھے تم سے محبت ہے)

اَب دیکھئے! کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ایک اُمتی سے قسم کھا کر محبت کا اظہار فرما رہے ہیں۔

اور دنیا کا دستور یہ ہے کہ جس سے آدمی کو محبت ہوتی ہے اُس کو بہترین تحفہ دینا چاہتا ہے؛ لہٰذا پیغمبر علیہ السلام نے عظیم تحفے کے طور پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ "تم ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور مانگا کرو: "اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ". (سنن أبي داؤد، كتاب الصلوٰة / باب في الاستغفار رقم: ١٥٢٢) اِس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے اللہ! آپ اپنا ذکر کرنے، اپنا شکر بجالانے اور اپنی عبادت بہترین طریقے پر انجام دینے میں میری مدد فرمائیے"۔

یہ تینوں باتیں بہت اَہمیت کی حامل ہیں، اور سب کی اَنجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق لازم ہے، اِس کے بغیر زبان ہل نہیں سکتی، اور نہ ہی دل خیر کی طرف راغب ہوسکتا ہے،

اِس لئے بہر حال اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت دیکھئے کہ خود ہی ذکر کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اور پھر اُس پر بے حساب اَجر وثواب سے بھی نوازتے ہیں۔

ذکر

اِس دعا میں جو چیزیں مانگی گئی ہیں، اُن میں پہلی چیز ذکرِ خداوندی ہے، جو بلاشبہ بہت عظیم نعمت ہے، اس کی بدولت بندے کو اللہ تعالیٰ سے خاص قرب نصیب ہوتا ہے، اور ذاکرین کی طرف اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: ”أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ، إِنْ ذَكَرَنِي فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ هُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً“. (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار / باب الحث على ذكر الله رقم: ٢٦٧٥) (میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان کرتا ہے (مثلاً: مجھ سے مغفرت کی اُمید رکھتا ہے) تو میں بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے، تو میں بھی اُس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا تذکرہ کرتا ہے، تو میں اُس سے بہتر مجلس (فرشتوں کی مجلس) میں اُس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے، تو میں بھی اُس کی طرف ایک ذراع (نصف ہاتھ) قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ذراع قریب ہوتا ہے تو میں اُس سے پورے ہاتھ کے برابر قربت اختیار کرتا ہوں۔ اور جو میری طرف چل کر آتا ہے، میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں)

ذکر کے متعلق قرآنِ پاک کی ایک آیت اہلِ محبت کے لئے بڑی ہی اُمید اَفزاء اور اِیمان افروز ہے۔ اُسے معنی کے استحضار کے ساتھ جب پڑھا جائے تو ایک عجیب اِیمانی حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ جسے اَلفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ،

وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ﴾ [البقرة: ١٥٢] (یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، اور میری شکرگذاری بجالاؤ اور ناشکری مت کرو)

اِن محبت آمیز کلمات کی چاشنی وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جن کو عشق ومحبت سے سابقہ پڑا ہو، اور جن کے دل میں محبت خداوندی کی شمع روشن ہو۔

آج دنیا کا حال یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے حاکموں کی زبان پر اگر کسی مجلس میں کسی کا نام آجاتا ہے، تو وہ پھولا نہیں سماتا؛ بلکہ آج کل تو یہ طریقہ چل پڑا ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی کسی مجلس میں تقریر کے لئے جاتا ہے تو بات شروع کرنے سے پہلے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کا الگ الگ نام لیتا ہے، اور اُس کی زبان پر جس شخص کا نام آجاتا ہے، تو اُس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا، اور جس کا نام نہیں آتا وہ نروس ہوجاتا ہے، اور گویا اپنی ہتک محسوس کرتا ہے۔ تو جب اِن چھوٹے موٹے لوگوں کی زبان پر اپنے تذکرہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے، تو اگر کسی بندہ کے نام کا اظہار خود ''احکم الحاکمین'' فرمائیں، تو یہ اُس کے لئے کتنی بڑی خوش نصیبی اور سعادت کی بات ہوگی۔

اِسی بنا پر سورۂ فاتحہ پڑھنے پر ہر ہر آیت کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت پیارے اَنداز میں حوصلہ اَفزائی ہوتی ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ جب بندہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''حَمِدَنِي عَبْدِيْ'' (میرے بندہ نے میری حمد کی)

اور جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ'' (میرے بندہ نے میری ثنا کی ہے)

اور جب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''مَجَّدَنِي عَبْدِيْ'' (میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی ہے)

گویا کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شاباشی دی جارہی ہے؛ جیسا کہ جب چھوٹا بچہ بولنا شروع کرتا ہے تو اُس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ سن کر ماں باپ نہال (خوشی سے سرشار)

ہوجاتے ہیں۔ اِسی طرح جب بندہ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی آیات آتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی کا اظہار ہوتا ہے۔

اُس کے بعد جب بندہ سراپا عاجزی کے ساتھ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ ...... الخ“. (صحيح مسلم / كتاب الصلاة رقم: ۳۹۰) (یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور بندہ نے جو مانگا وہ اُسے ملے گا) یعنی وہ جو مجھ سے مدد چاہ رہا ہے، تو میں اُس کی مدد کروں گا، اور اُس کی درخواست شرف قبولیت حاصل کرے گی۔

اِس آیت سے یہ بھی سبق ملا کہ عبادت کا محض اِرادہ کافی نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا بھی ضروری ہے۔ یہی بات اِس دعا میں بھی سکھلائی گئی ہے۔

شکر

پھر اِس دعا میں اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری پر مدد چاہی گئی ہے؛ کیوں کہ شکر کی صفت نعمت اور رحمت میں اضافہ کا یقینی ذریعہ ہے۔ اِرشادِ خداوندی ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (تم اگر شکر بجالاؤ گے تم ہم تمہیں ضرور مزید عطا کریں گے) اور شکر کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر آدمی زبانی شکر بجالائے، مثلاً: اُٹھتے بیٹھتے اُس کی زبان پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ“ کے کلمات ہوں، اور دل بھی جذباتِ شکر سے معمور ہو۔

(۲) اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کے ذریعہ سے شکر کا اظہار کرے، یعنی اعضاء وجوارح کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے پر صَرف کرے، یہ عملی شکر ہے، اور یہ بھی شریعت میں مطلوب ہے۔

ایک حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا کہ ”اِنسان کو ہر روز بدن کے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا چاہئے“۔

پھر فرمایا کہ ''دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے، کسی کو سواری پر چڑھانے میں مدد کرنا یا اُس کے سامان کو سہارا دینا بھی صدقہ ہے، اور کسی سے اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، اور نماز کی طرف اُٹھائے جانے والے ہر قدم پر صدقہ کا ثواب ہے، اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی ایک طرح کا صدقہ ہے''۔ (بخاری شریف/ باب من اخذ بالرکاب ونحوہ حدیث: ۲۹۸۹)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کے ہر ہر جملے پر صدقہ کا ثواب ہے۔ اور کسی کو اچھی بات بتانے یا برائی سے روکنے پر بھی صدقہ کا ثواب ہے۔ اور اگر کوئی شخص ہر دن چاشت کی دو رکعت پڑھ لے، تو سب اعضاء کی طرف سے شکر اَدا ہو جائے گا''۔ (مسلم شریف/ باب استحباب صلوٰۃ الضحی حدیث: ۷۲۰)

تو معلوم ہوا کہ شریعت میں زبانی شکر کے ساتھ ساتھ عملی شکر یعنی اَحکامِ شریعت کی مکمل پیروی کا اہتمام بھی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

حسنِ عبادت

اور تیسری چیز جس کے لئے اِس دعا میں مدد چاہی گئی وہ ''حسنِ عبادت'' ہے؛ کیوں کہ محض عبادت کافی نہیں؛ بلکہ سنت کے مطابق بہترین عبادت مطلوب ہے۔

عبادت میں حسن دو چیزوں سے آتا ہے:

(۱) اخلاصِ نیت؛ یعنی خالصۃً اللہ کی خوشنودی کے لئے ہی عبادت کی جائے، غیر اللہ کی خوشنودی اور دنیا کی واہ واہی پیشِ نظر نہ ہو، ورنہ ہماری محنت اَکارت ہو جائے گی۔

(۲) اور دوسری شرط یہ ہے کہ عبادت سنتِ نبوی کے مطابق ہو؛ کیوں کہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی۔

اگر عبادت سنت وشریعت کے مطابق نہ ہو، تو محض اخلاص سے بھی کام نہیں چل سکتا؛ چناں چہ بہت سے اہلِ بدعت بظاہر مخلص ہوتے ہیں؛ لیکن بدعت کی وجہ سے اُن کا کوئی عمل درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتا؛ اِس لئے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِرشاد ہے: ''مَنْ أَحْدَثَ فِيْ

أَمْرِنَا هٰذَا فَهُوَ رَدٌّ". (صحيح البخاري، كتاب الصلح / باب اذا اصطلحوا على صلح جور رقم: ٢٦٩٧) (یعنی جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات اِیجاد کرے تو وہ اللہ کی نظر میں مردود ہے) اور قابل قبول نہیں ہے۔

اِس لئے ''حسنِ عبادت'' میں دونوں باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، یعنی اِخلاصِ نیت بھی ہونا چاہئے، اور ساتھ میں عبادت بھی سنت وشریعت کے مطابق ہونی چاہئے۔

اِس دعا کو عام کریں!

یہ مختصر دعا بہت جامع اور مفید ہے، ہر شخص کو اِس کا اہتمام کرنا چاہئے اور دوسروں تک پہنچانے کی بھی فکر کرنی چاہئے۔

ہمارے ذریعہ سے جتنے لوگ بھی اِس دعا کی پابندی کریں گے، تو ہم بھی اُن کے اجر وثواب میں شریک ہوں گے، اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

یہ نبی اکرم علیہ السلام کا ایک محبت آمیز تحفہ ہے، اِسے ہر اُمتی تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں اِس دعا کو قبول فرمائیں، اور پوری اُمت کو ذکر وشکر اور حسن عبادت کی دولت سے مالا مال فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(مطبوعہ: ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد اگست ۲۰۲۲ء)